سخنان منثر ومنثور

میرے افکار ہیں خواص پسند ❁ پر مری گفتگو عوام سے ہے

یہود ونصاریٰ کے افکار ونظریات نیز ان کا سازشی نظام جب سے علماء اسلام پر اثر انداز ہونے لگا تب ہی سے مسلمانوں کے آراء وعقائد واعمال میں طرح طرح کے خلل واقع ہونا شروع ہو گئے۔ انھوں نے دنیا کے بیشتر حصوں پر حکومت کے دوران سازش کے تحت بہت سے ایسے نظریات کو جنم دے کر جن سے اسلام کی تصویر مسخ ہو جائے اور ملت جمود وتعطل کا شکار ہو جائے، زر پرست علماء کے ذریعہ قوم کے اذہان میں راسخ کر دیئے مثلاً مذہب الگ چیز ہے اور سیاست الگ چیز ہے دونوں کا ایک دوسرے سے کوئی رشتہ نہیں ہے اور علماء کا کام صرف عبادت اور وعظ ونصیحت کرنا ہے۔ جب کہ یہ مسلّم ہے کہ معصومین علیہم السلام سے بہتر سیاسی زندگی کس نے بسر کی ہے رہی حکومت کی بات تو تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خود رسولؐ اسلام، حضرت علیؑ اور امام حسنؑ نے حکومت کی مگر صرف قیام عدالت نیز احکام الٰہیہ کے نفاذ کے لئے تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ ہی کی حکمرانی رہے۔

سلطنت اودھ میں بہ عہد امجد علی شاہ، مجدد الشریعہ محیی الملۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السید دلدار علی غفران مآبؒ (مجتہد اعظم ومرجع تقلید اول ہند وبانی نماز جماعت وجمعہ شیعیان در ہند) کے فرزند اکبر مرجع تقلید جہان تشیع بحر العلوم آیۃ اللہ العظمیٰ قبلہ وکعبہ سید محمد نقوی رضوان مآبؒ نے حکومت شرعیہ کی بنیاد ڈالی اور بیشتر مناصب جلیلہ فقہاء وعلماء ہند کے سپرد کر دیئے اور یہ صرف نام کے اختیارات نہیں تھے بلکہ اگر کوئی سلطان العلماء رضوان مآبؒ یا سید العلماء علیین مکانؒ کی عدالت میں بادشاہ کے خلاف بھی دعویٰ کرتا تھا تو بادشاہ کو عدالت محمدی وسرکار حسینی میں حاضر ہونا پڑتا تھا اور کبھی تو حکم سزا سن کر جرمانہ بھی دینا پڑتا تھا۔ اور جب انگریز ہندوستان پر قابض ہو گئے تو وطن کی آزادی کے لئے حکیمانہ وجرأتمندانہ اقدامات بھی فرمائے جو تاریخ کے صفحات کی زینت آج بھی ہیں جن کی وجہ سے پورے خاندان اجتہاد بلکہ خاندان اجتہاد کے بہت سے تلامذہ ومعتقدین کو مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا لیکن اپنے کردار سے سلطان العلماء نے آنے والی نسلوں کو یہ سبق تو دے ہی دیا کہ مذہب اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے اب یہ اور بات ہے کہ لوگ سیاست کا غلط مطلب نکالیں اس لئے کہ اہل دنیا تو حق وصداقت اور عدل وانصاف کا مطلب بھی کچھ کا کچھ لیتے ہیں۔ اپنے ہر جھوٹ کو سچ اور ہر فساد کو اصلاح اور ہر ناانصافی کو انصاف کا نام دیتے ہیں جیسا کہ آج اعلیٰ سطح پر بُش لؑ اور اس کے ہمنوا سربراہان ممالک کر رہے ہیں۔

سلطان العلماء رضوان مآبؒ کی حکومت شرعیہ اور ان کی جلالت علمی وعظمت عملی تو ماضی سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر سامنے کی بات ہے کہ عراق میں بے دین بلکہ دشمن دین حکام کے عہد حکومت میں فقہاء وعلماء نجف وکربلا نے سیاست میں بھرپور حصہ لیا اور حتیٰ الامکان کوشش کی ہے کہ عراق میں علماء کی سرپرستی میں یا ان کی شرکت سے پُرامن، بامقصد اور انسانیت پسند حکومت قائم ہو اور آج عراق کی موجودہ سیاست میں بھی فقہاء وعلماء دخیل ہیں بلکہ حکومت میں شریک بھی ہیں۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں کشمیر سے چن کر کوئی نہ کوئی عالم دین ضرور آتا ہے اور خود لکھنؤ میں مولانا آغا روحی صاحب کے چچا سرکار نصیر الملۃ مولانا سید محمد نصیر کنتوری مسلسل چودہ سال تک صوبائی اسمبلی کے ممبر رہے۔

ایران میں تو سیاست میں فقہاء وعلماء نے اتنا حصہ لیا کہ حکومت ہی علماء کے ہاتھوں میں آگئی۔ آج جسے جمہوریہ اسلامی ایران کہتے ہیں اس کے بانی مجاہد کبیر آیۃ اللہ العظمیٰ السید روح اللہ الموسوی الخمینی علیہ الرحمہ ہیں۔ بلکہ یہ امام خمینیؒ کا کارنامہ ہے کہ آج عالمی سیاست میں علماء دخیل ہیں۔ آیۃ اللہ سید علی خامنہ ای جو آج رہبر معظم اور ولی امر مسلمین ہیں کل ایران میں الیکشن لڑ کر وہاں کے صدر ہوئے تھے، ان کے بعد حجۃ الاسلام والمسلمین رفسنجانی اور حجۃ الاسلام خاتمی علماء دین ہی میں تو شمار ہیں جو سیاست میں حصہ لینے کے بعد ہی منصب صدارت ایران تک پہنچے۔ ان کے علاوہ زیادہ تر علماء وخطباء ودانشور حضرات سیاست کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں۔

عالمی سطح پر امام خمینیؒ کی اس سیاست کہ ''اسلام، سیاست سے جدا نہیں ہے'' نے کافی حد تک دنیا پرستوں کی سیاست پر پانی پھیر دیا لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان میں اب بھی اپنے مفادات کے لئے سیاست کرنے والے یہ سیاسی راگ الاپا ہی کرتے ہیں کہ مذہب کا سیاست سے کوئی رشتہ نہیں جب کہ وہی سیاسی افراد جب اپنے سے بڑے سیاسی افراد کو خوش کرنے کے لئے کوئی پروگرام کرتے ہیں تو انھیں یہ باور کرانے کے لئے کہ مذہبی رہنما بھی ہمارے ساتھ ہیں مولویوں کو بھی اپنے پروگرام میں بلاتے ہیں اور بڑی آؤ بھگت کے ساتھ لیکن یہ ساری آؤ بھگت تب ہی تک ہوتی ہے جب تک بڑا لیڈر آ کر چلا نہ جائے۔ یہ عمل خود بتا رہا ہے کہ ان کی سیاست کو بھی مذہب کی ضرورت ہے کاش یہ مولوی حضرات خود محسوس کر لیتے کہ مذہب کی بھی ایک سیاست ہے یا اسلام خود ہی ایک نظام سیاست ہے۔

افواہوں کے تھوک وکریتا

بغض انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور حسد ایمان کو کھا جاتا ہے۔ جب علماء اور علماء نما حضرات کے دل و دماغ میں یہ صفات قبیحہ مہمان ہو جائیں تو پھر ملت کا اللہ ہی حافظ ہوتا ہے۔ چند دہائی قبل لکھنؤ میں ایک نام کے ''ملا پا کو میاں'' تھے انھوں نے دیکھا کہ کچھ علماء ان صفتوں کے حامل ہیں لہٰذا انھوں نے اپنے احساس کمتری کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کذب و فریب کا سہارا لے کر علماء کے درمیان اختلاف و افتراق پیدا کرنا شروع کیا اس جدال کا انھوں نے فائدہ یہ سمجھا کہ میں کسی حد تک نمایاں ضرور ہو جاؤں گا لیکن افسوس کہ ان کی یہ تمنا نہ ان کی زندگی میں پوری ہوئی اور نہ ان کے سازشی و فتنہ پرور، ہر پاک کے مخالف دو ناپاک فرزند اب تک پوری کر سکے اس لئے کہ جب بھی ان کو کسی نے پہچانا یا پہچانے گا تو آل عبقات کے غلام (گیٹ کیپر) کی حیثیت ہی سے اور شاید یہی ان کی نمود کے لئے کافی تھا لیکن جانے اب وہ اس سعادت کو کیوں کم جان رہے ہیں۔ باپ نے فتنہ سازی میں کافی بلندی حاصل کی، قضیہ شہید انسانیت کے سلسلے میں اختلافات کو ہوا دینے میں ''ملّا پا کو میاں'' ہی کا سب سے بڑا ہاتھ رہا اور پھر ان کے فرزندوں کا لیکن ؎

ہم نے دیکھا ہے کہ ناکامی و حسرت کے سوا کچھ نہیں ملتا ہے دنیا کے طلبگاروں کو

محسود دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کے زندہ و تابندہ تصانیف اور کارنامے اسے آج بھی سورج بنائے ہوئے ہیں اور روغن بغض و حسد سے جلنے والے ٹمٹماتے دیئے نذر طاق نسیاں ہو چکے ہیں۔

دونوں حاسد و مفسد فرزندوں کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ایک بورڈ کی تشکیل ہے اور بورڈ کی عظمت کا اندازہ تو صرف اس سے لگا سکتے ہیں کہ اس کے بانی ''ملا پاپو'' ہیں جو امریکہ کو برا کہنے پر بچوں کی طرح گریہ فرمانے لگتے ہیں البتہ دولت کا بواد کھانے اور پیسہ پا جانے پر فوراً چپ بھی ہو جاتے ہیں۔

از یں قبیل نام نہاد علماء اور خطباء جن کے بظاہر امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور بی۔ جے۔ پی۔ مراجع کرام ہیں اور بباطن یا دراصل ابلیس کے سوا کوئی نہیں۔ انھوں نے قوم و ملت کو ہمیشہ ایک بازیچۂ اطفال (کھلونا) کے سوا کچھ نہیں سمجھا اور جب ملت کو ان کے حالات سے کوئی بطل جلیل آگاہ کرنے لگتا ہے تو یہ سب ایک فکر اور ایک زبان ہو کر فون، فیکس اور پمفلیٹ کے ذریعہ جھوٹ کی رسّی بٹنے لگتے ہیں اور دنیا کو اطلاع دینے لگتے ہیں کہ فلاں نے فلاں مدرسہ بند کروا دیا، فلاں کو گرفتار کروا دیا آئندہ طلاب کو قید کروا دینا چاہتے ہیں۔ جب کہ ایسا کچھ نہیں ہوتا خود ہی اپنے سازشی نظام کے تحت علامتی گرفتاری (جھوٹ موٹ والی گرفتاری) کروا دیتے ہیں اور پھر مومنین کی آنکھوں میں دھول بلکہ مرچ جھونکنا شروع کرتے ہیں شاید ایسے لوگوں کو اپنے بارے میں غلط فہمی ہے یا یہ پتہ نہیں کہ ؎

''کہتی ہے ان کو خلق خدا غائبانہ کیا''

(ادارہ)